سوال

(303) مقررہ وقت تک ادھار دینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک موٹر سائیکل نقد قیمت پر مبلغ پچاس ہزار روپے میں خریدی۔ پھر میں نے اسے چھ ماہ کے ادھار پر مبلغ ستر ہزار روپے میں فروخت کر دیا ہے، اس کے متعلق بتائیں کہ ایسا کرنا جائز ہے؟ بعض لوگ اسے سود کہتے ہیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

معاملات میں اصل اباحت ہے الا یہ کہ اس کی حرمت پر واضح نص آجائے اور عبادات میں اصل حرمت ہے الا یہ کہ اس کے جواز پر واضح دلیل موجود ہو، اس اصل کی بنیاد پر ادھار کی وجہ سے قیمت زیادہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، اس کے عدم جواز پر ایک حدیث پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایک بیع میں دو بیع کرتا ہے، اس کے لیے دونوں میں سے کم قیمت ہے یا پھر وہ سود ہے۔ [1]

حالانکہ اس صورت میں بھاؤ دو ہوتے ہیں، بیع نہیں کی جاتی ہے کہ موجودہ صورت کو حرام قرار دیا جائے۔ ہمارے نزدیک موجودہ حدیث کا مصداق بیع عینہ ہے جس کی حرمت دیگر دلائل سے ثابت ہے۔ بیع عینہ یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز مقررہ قیمت پر معین وقت تک کے لیے فروخت کرے، پھر خریدار سے وہی چیز کم قیمت پر خرید لے کہ زائد رقم اس کے ذمے رہ جائے۔ اس کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ میں نے آٹھ سو درہم ادھار کے عوض زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک غلام کی بیع کی، پھر میں نے اس غلام کو چھ سو درہم نقد کے بدلے خرید لیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم نے بہت بری خرید و فروخت کی ہے۔ [2]

یہ اس لیے حرام ہے کہ چھ صد درہم نقد دے کر ادھار آٹھ سو درہم لیتا ہے، خرید و فروخت کردہ چیز بعینہ درمیان میں رکھ دی گئی ہے، اس صورت مسؤلہ میں اگر کسی چیز کو نقد پچاس ہزار میں خریدا ہے اور ادھار ستر ہزار میں فروخت کر دیا ہے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک کاروبار ہے جس کی بنیاد اباحت پر ہے الا یہ کہ اس کے حرام ہونے کی واضح دلیل ہو، واضح رہے کہ اس موضوع پر ہمارا تفصیلی فتویٰ اہلحدیث میں شائع ہو چکا ہے جسے فتاویٰ اصحاب الحدیث میں پڑھا جا سکتا ہے۔ جو مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد۔ لاہور سے دستیاب ہے۔ (وا اعلم)

---

[1] ابوداود، البیوع: ٣٤٦١۔

[2] بیہقی، ص: ۳۳۰، ج۵۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 3، صفحہ نمبر: 268

محدث فتویٰ